خیارشرعی کا تصور اور مروج خیارات کا تحقیقی وتجزیاتی مطالعہ

(قسط نمبر:۷)

چوتھی شرط: عیوب سے براءت کی شرط نہ لگائی گئی ہو:

عیوب سے براءت کی شرط کا مطلب یہ ہے کہ مشتری کوعقد کے وقت اس بات کا پابند بنایا جائے کہ اس مبیع میں کسی موجودہ یا پیدا ہونے والی عیب سے بائع بری ہوگا یعنی وہ اس کا ذمہ دار نہ ہوگا' چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

ومنہ ماتعورف فی زماننافیماباع دار امثلافیقول بعتک ھذہ الدار علی انھا کوم تراب' وفی بیع الدابۃیقول مکسرۃ محطمۃ' وفی نحو الثوب یقول حراق علی الزنادویریدون بذلک انہ مشتمل علی جمیع العیوب' [۱]

ترجمہ: انہی میں سے یہ صورت بھی ہے جو ہمارے زمانے میں معروف ہوگیا ہے کہ مثلا کوئی گھر بیچتے وقت یہ کہے کہ یہ ''مٹی کا ڈھیر'' ہے' جانور (سواری (بیچتے وقت یہ کہے کہ یہ ''لولی لنگڑی' ہے اور کپڑے جیسی چیز میں یہ کہے کہ ''حراق علی الزناد'' ہے اوران جیسی بات کرنے سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں ساری عیوب جمع ہیں۔

اس طرح کی بات کرنے سے بائع کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عقد لازم ہوجائے اور ساری ذمہ داری مشتری پرلازم آئے کہ وہ عیب کی صورت میں اس چیز کوواپس کرنے کا حقدار نہ ٹھہرے۔

اب کسی مبیع میں موجودہ عیب کا کبھی کبھار بائع کو پہلے سے علم نہیں ہوتا جب کہ کبھی اس کو مبیع میں موجودہ عیب کا علم ہوتا ہے'ان میں سے ہرایک صورت کے بارے میں علماء کے اقوال مختلف ہیں:

۱: مبیع میں موجود عیب کا بائع کو پہلے سے علم ہو:

اس صورت میں تین اقوال ہیں:

پہلا مذہب احناف کا ہے جو شوافع کا بھی ایک قول ہے وہ یہ ہے کہ براءت کی شرط لگانے سے بائع مبیع کی عیوب سے بہرصورت بری ہو جاتا ہے چاہے وہ عیوب اس کے علم میں ہو یا نہ ہو۔۲۔

دوسرا مذہب مالکیہ کا ہے جو شوافع اور حنابلہ کا بھی ایک ایک قول ہے جس کو علامہ ابن تیمیہ" نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ اگر بائع کو مبیع میں موجود عیب کا علم ہو تو وہ براءت کی شرط لگانے سے بری نہیں ہوتا۔۳۔

تیسرا مذہب حنابلہ کا ہے جو یہ فرماتے ہیں کہ بائع مطلقا عیوب سے براءت کی شرط لگانے سے بری نہیں ہوتا، چاہے اس کو عیب کی موجودگی کا علم ہو یا نہ ہو۔۴۔

۲: مبیع میں موجود عیب کا بائع کو پہلے سے علم نہ ہو:

اس صورت میں چار اقوال ہیں:

پہلا قول احناف کا مذہب ہے جب کہ یہ امام مالکؒ امام شافعیؒ اور امام احمد ابن حنبلؒ کا ایک ایک قول ہے وہ یہ ہے: کہ ایسی صورت میں بائع تمام عیوب سے بری ہوگا چاہے مبیع کوئی جانور ہو یا کوئی اور چیز ہو اور بیع چاہے حاکم نے کی ہو یا کسی اور نے کی ہو۔۵۔

دوسرا قول مالکیہ کا مذہب ہے وہ یہ فرماتے ہیں کہ صرف غلام کی بیع کی صورت میں بائع اس شرط کے ساتھ بری ہوتا ہے کہ اس غلام نے اس کے پاس کافی عرصہ گذارا ہو اور عیوب سے سالم رہا ہو، نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اس سے حاکم کی بیع اور مفلس اور وارث کی بیع مستثنی ہیں، کہ اس صورت میں براءت کی شرط لگانے سے بری نہیں ہوتے۔۶۔

تیسرا قول امام شافعیؒ کا ظاہر مذہب اور امام مالک کا وہ قول ہے جس کو انہوں نے مؤطا میں ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے عیب سے بری ہوگا جو پوشیدہ ہو اور کسی ایسی مبیع میں ہو جو جاندار اشیاء میں سے وہ ذوی العقول میں سے ہو یا نہ ہو۔۷۔

چوتھا قول جو کہ حنابلہ کا مذہب ہے: بائع براءت کا اعلان کرنے کے باوجود بھی مطلقا کسی بھی صورت میں بری نہ ہوگا جب تک کہ مشتری کو مبیع میں موجود کسی عیب کا علم ہو اور وہ اس پر خود ہی سکوت

اختیار کرے تو اس وقت بائع بری ہوگا ورنہ نہیں۔۸؎

مقالہ نگار کے نزدیک مالکیہ اور شوافع کا مذہب اس مسئلے میں احناف اور حنابلہ کی مذاہب کے بنسبت بظاہر مرجوح معلوم ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کے ہاں یا تو مبیع کو براءت کی صورت میں غلام کے ساتھ خاص کیا ہے اور یا جاندار کیساتھ خاص کیا ہے حالانکہ جیسے کہ براءت کی شرط بائع کے لیے مبیع کے غلام اور کوئی جاندار چیز ہونے کی صورت میں مفید ہوتی تو ایسے ہی یہ شرط غلام کے علاوہ دیگر اشیاء چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان ہو سب میں مفید ہوسکتی ہے'البتہ احناف اور حنابلہ کے مذاہب قوت دلیل کی بناء پر مضبوط ہیں کیونکہ احناف کے نزدیک براءت کی شرط سے مطلقا بائع بری ہوجاتا ہے ان کی رائے کے مطابق اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو ساقط کردینے سے ساقط ہوتی ہیں اور کسی مجہول حق سے بھی بری کرنا جائز ہے'جب کہ حنابلہ کے ہاں براءت کی شرط بائع مطلقا بری نہیں ہونا چاہے عیب پہلے سے معلوم ہو یا نہ ہو ان کی رائے کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض عیوب کی وجہ مشتری کو زیادہ نقصان لاحق ہونے کا خدشہ ہوتا ہے جو کہ مقاصد شریعت کے خلاف ہے۔

مبیع کا عیب کی بنیاد پر واپس کرانے سے مانع امور:

وہ امور جن کی وجہ سے مبیع میں عیب کی موجودگی کے باوجود اس کا لوٹانا منع ہے'وہ درج ذیل پانچ چیزیں ہیں:

۱:عیب پر مشتری کی رضامندی

۲:مبیع کا مشتری کے قبضے میں آنے کے بعد متغیر ہوجانا

۳:مبیع کا مشتری کے قبضے میں ہلاک (ضائع ہوجانا)

۴:مشتری کے پاس مبیع سے عیب کا ختم ہوجانا

۵:مشتری کو مبیع میں موجود عیب کا اس کی ملکیت سے نکلنے کے بعد علم ہوجائے۔

پہلا مانع:عیب پر مشتری کی رضامندی

جیسا کہ کسی مبیع میں موجود عیب کا اس کو عقد سے پہلے علم ہو پھر وہ اس کو خرید لے تو اس صورت میں اس کو خیار نہیں دیا جاتا ایسے ہی مشتری کو مبیع کے قبضہ کرنے کے بعد معلوم ہوجائے کہ اس میں عیب ہے پھر وہ اس پر رضامندی کا اظہار کرلے تو اس کو خیار نہیں دیا جائے گا'اس میں یہ بات بھی ہے کہ صرف

اتنا کافی نہیں کہ مشتری کو محض عیب کا علم ہو جائے بلکہ وہ اس پر رضامندی کا اظہار بھی کرلے اور اس کو یہ بھی علم ہو کہ یہ چیز لوگوں کے ہاں عیب سمجھا جاتا ہے' اگر اس طرح بات نہ ہو تو یہ اس کی رضامندی نہیں ہوگی' چنانچہ علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

لو رای بالامة قرحة ولم یعلم انها عیب فشراها ثم علم انها عیب له ردها لانه مما یشتبه علی الناس فلا یثبت الرضا بالعیب۔۹

ترجمہ: اگر کسی باندی میں پھوڑا دیکھ لینے کے باوجود اس کو خریدا' اور اس کو یہ علم نہ تھا کہ یہ عیب ہے تو اس کو فسخ کرنے کا حق ہے کیونکہ اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جو عام طور پر لوگوں پر واضح نہیں ہوتی' تو ایسی چیزوں میں عیب پر رضامندی ثابت نہیں ہوتی۔

عیب پر رضامند ہونے کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ مشتری زبانی طور پر صراحت کرلے کہ میں اس کو قبول کرتا ہوں' یا میں نے بائع کو بری کردیا اور یا میں نے اس بیع کو جائز قرار دیا' اس کو صریح رضامندی کہتے ہیں اور یہ فقہاء کے اتفاق سے جائز ہے۔۱۰ کیونکہ واپس لوٹانا اس کا شرعی حق ہے جس کو نے خود ہی ساقط کردیا' دوسری بات یہ ہے کہ عیب کی وجہ مشتری کو ضرر لاحق تھا جب وہ خود اپنے نقصان پر رضامند ہے تو کوئی اس کو مجبور نہیں کرسکتا چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ جب کسی ایسے قول یا فعل کا اظہار کرلے جو اس کی رضامندی ظاہر کرے تو بالاتفاق اس کا خیار ساقط ہو جائیگا۔

جب کہ دوسری صورت یہ ہے کہ مبیع میں عیب ظاہر ہو جانے کے بعد مشتری کوئی ایسا عمل کرے جو اس کی رضامندی کی دلیل ہو جیسے کہ وہ مبیع کو بیع کے لئے پیش کرے یا اس کی پیداوار بڑھانے کی کوشش کرے' اور اس کا یہ عمل مبیع کو پرکھنے یا تجربہ کرنے کے لئے بھی نہ ہو تو جمہور فقہاء کا قول یہ ہے کہ یہ اس کی رضامندی کی دلیل ہے جس سے اس کا خیار ساقط ہو جاتا ہے اور اس کو ضمنی یا کنائی رضامندی کہتے ہیں۔۱۱ البتہ علامہ ابن حزمؒ کے نزدیک اس کا خیار ساقط نہیں ہوتا۔۱۲

ظاہر ہے کہ یہاں جمہور کا مذہب راجح ہے اس لئے کہ عیب کا علم ہونے کے باوجود مشتری کا مبیع میں تصرف کرنا اس پر رضامندی کی دلیل ہے ورنہ پھر ایسی چیز جس کو واپس بھی کرتا ہو اور اس میں تصرف بھی کرے تو بعید از امکان اس لئے ہے کہ جب کوئی آدمی کسی چیز کو اپنی ملکیت نہیں سمجھے گا تو وہ

اس کو کسی اور کے ہاتھ کیسے بیچے گا۔

حاصل یہ ہوا کہ کسی عیب پر صریح رضامندی کی صورت میں تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مشتری کا خیار ساقط ہوجاتا ہے جب کہ ضمنی اور کنائی رضامندی کی صورت میں جمہور مشتری کے خیار کے سقوط کے قائل ہیں جب کہ علامہ ابن حزم کے نزدیک ساقط نہیں ہوتا' البتہ اگر عیب کا علم ہوجانے کے بعد مشتری مبیع کو پرکھنے یا تجربہ کرنے کی نیت سے استعمال کرے تو یہ صورت بالاتفاق خیار کے سقوط کا سبب نہیں بنتی۔

دوسرا مانع: مبیع کا مشتری کے قبضے میں آنے کے بعد متغیر ہوجانا:

مبیع میں تغیر کسی نقص کی وجہ سے ہوتا ہے یا زیادتی کی وجہ سے اور یا کسی ایسی حالت میں اس کا بدل جانا جس کی ملکیت جائز نہیں ہوتی' یہ ساری صورتیں مشتری کے پاس آکر پیدا ہوگئی ہوتو آیا ان سے مبیع کا واپس کرانا لازم ہوتا ہے' اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ مبیع میں زیادتی کے اعتبار سے تغیر کی دو قسمیں ہیں:

۱:۔وہ زیادتی جو مبیع کی ذات سے جڑی ہو اور متصل ہو

۲:۔وہ زیادتی جو مبیع کی ذات سے منفصل ہو جڑی ہوئی نہ ہو

مبیع میں نقص پیدا ہونے کے اعتبار سے تغیر کی تین صورتیں ہیں:

۱:۔وہ نقص جس کی وجہ سے مبیع مشتری کی ملکیت سے نکل گئی ہو جیسے وقف یا ہبہ وغیرہ کی صورت میں

۲:۔وہ نقص جس پر مطلع ہونا مبیع کے استعمال کے بغیر ممکن نہ ہو

۳:۔وہ نقص جو مشتری کے غلط استعمال کی بنیاد پر پیدا ہوا ہو

آنے والے سطور میں ان میں سے ہر ایک صورت کی تفصیل بیان کی جارہی ہے:

مبیع کا کسی ایسی حالت میں اس کا بدل جانا جس کی ملکیت جائز نہیں ہوتی:

جب مبیع کی ذات میں کوئی ایسی تبدیلی وقوع پذیر ہوجائے جس کا اپنی ملکیت میں رکھنا جائز ہو' تو یہ صورت اس بیع کے فسخ کرنے سے مانع ہے' اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان سے معیوب جوس خرید لے' جو بعد میں شراب بن جائے تو اب یہ واپس نہیں کرسکتا اس لئے کہ کسی مسلمان کی ملکیت میں شراب شرعاً نہیں آسکتی' ایسے ہی اگر ایک ذمی نے دوسرے ذمی سے شراب خریدی پھر اس کے بعد دونوں مسلمان ہوگئے' پھر اس شراب میں کوئی عیب نکل آیا تو اب یہ اس کو واپس

نہیں کرسکتا کیونکہ شراب پر کسی مسلمان کی ملکیت نہیں آسکتی۔ چنانچہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

قال محمد۔رحمه الله تعالی۔في الجامع :مسلم اشتری عصیرا وقبضه وتخمر في یده ثم اطلع علی عیب لم یرده ویرجع بنقصان العیب فان قال البائع انا آخذ الخمر بعینها فلیس له ذلک لان امتناع الرد لحق الشرع..... ۱۳؎

ترجمہ: امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مسلمان جب جوس خرید لے اور اس کو قبضہ کرنے کے بعد اس کے پاس شراب بن جائے، پھر اس وقت اس کی عیب کا علم ہوجائے تو اب یہ واپس نہیں کرسکتا، عیب کا تاوان اس سے لے سکتا ہے، اگر بائع یہ کہے کہ میں یہی شراب واپس لیتا ہوں تو اس کو یہ حق حاصل نہیں ہے کیونکہ واپس کرنے سے ممانعت شریعت کی وجہ سے ہے۔

وہ زیادتی جو مبیع کی ذات سے جڑی ہو اور متصل ہو:

جب مبیع میں ایسی کوئی زیادتی واقع ہوجائے جو اس کے ساتھ متصل ہو جیسے کہ بدن کے ساتھ موٹاپا، بیماری سے تندرستی اور کپڑوں کو رنگنا اور سینا وغیرہ، تو ان جیسی صورتوں میں مبیع میں عیب پائے جانے کی صورت میں اسے لوٹایا جاسکتا ہے یا نہیں، اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

احناف کے نزدیک مبیع میں ہر وہ زیادتی جو خود اس سے پیدا نہ ہو لیکن اس کے ساتھ متصل ہو جیسے کپڑوں کے ساتھ رنگ، زمین میں درخت لگانا وغیرہ، تو ایسی صورتوں میں مطلقاً مشتری کو مبیع واپس لوٹانے کا حق حاصل نہیں، چاہے یہ بات اس کے قبضے میں آنے سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہو۔ ۱۴؎

مالکیہ کے نزدیک مبیع سے متصل اضافے کے بارے میں یہ بات ہے کہ یہ اضافی چیز مبیع کی ذات سے پیدا ہوئی ہوگی یا مشتری نے اس کے ساتھ لگائی ہوگی، دونوں کے حکم میں ان کے نزدیک فرق ہے۔

وہ اضافہ جو مبیع کی اپنی ذات سے پیدا ہو اور اس کے ساتھ متصل ہو، اس بارے میں خود ان کے دو قول ہیں:

۱:۔مشتری کو اس صورت میں یہ اختیار ہے کہ اگر چاہے تو مبیع بائع کو واپس کردے اور اگر چاہے تو اپنے پاس رکھ لے اور کسی تاوان وغیرہ کے مطالبے کا اس کو کوئی حق حاصل نہیں۔

۲:۔مشتری کو واپس کرنے کا کوئی حق نہیں' البتہ عیب کی بنیاد پر بائع سے اس کے بقدر تاوان کا مطالبہ کرسکتا ہے۔

اور وہ اضافہ جو مشتری نے مبیع میں خود کیا ہے مثلاً کپڑوں کو سیا ہے یا رنگ دیا ہے' تو اس صورت میں ان کے مابین متفقہ بات یہ ہے کہ مشتری کو اس بات کا خیار ہے کہ اگر چاہے تو مبیع اپنے پاس رکھ لے اور عیب کا تاوان بائع سے وصول کرلے' اور اگر چاہے تو مبیع اس کو واپس کرلے اور اس مبیع کے اضافی جزء میں بائع کے ساتھ شریک رہے۔۱۵؎

شوافع اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ مبیع سے متصل اضافے کے باوجود مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہے کہ وہ یہ مبیع بائع کو واپس کرے مگر اسی اضافے کے بدلے کسی قیمت یا تاوان کے مطالبے کا حق اس کو حاصل نہیں۔۱۶؎

مقالہ نگار کے نزدیک احناف کا مذہب زیادہ راجح ہے اس لئے کہ بیوعات میں شرعی نقطہ نگاہ سے زیادہ تر اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ عاقدین کو آپس کی لڑائی سے بچایا جائے اور یہ بات اس مسئلے میں حنفی مذہب میں موجود ہے کہ اب صرف مشتری نے مبیع کو اپنے پاس اسی قیمت پر رکھنا ہے۔

وہ زیادتی جو مبیع کی ذات سے منفصل ہو جڑی ہوئی نہ ہو:

مبیع پر ایسا اضافہ کیا گیا ہو جو اس کی ذات سے متصل نہ ہو اس کی بھی دو صورتیں ہیں:

ا:۔وہ اضافہ جو مبیع کی اپنی ذات سے پیدا شدہ نہ ہو

۲:۔ایسا اضافہ جو مبیع کی اپنی ذات سے پیدا شدہ ہو

ان میں سے ہر ایک کی اپنی تفصیل ہے جو نیچے بیان کی جارہی ہے:

وہ اضافہ جو مبیع کی اپنی ذات سے پیدا شدہ نہ ہو:

مبیع پر ایسا اضافہ ہوا ہو جو اس کی ذات کے ساتھ متصل بھی نہ ہو اور اس سے پیدا شدہ بھی نہ ہو تو اس کے بارے فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر یہ مبیع معیوب ہو تو اس کو واپس کرسکتا ہے' چنانچہ تحفۃ الفقہاء میں ہے:

واجمعوا ان الکتب او الغلۃ التی تحدث بعد القبض لا تمنع فسخ العقد' ۱۷؎

ترجمہ: اس پر علماء کا اجماع ہے کہ مبیع کے کسب کی کمائی یہ اس میں موجود کسی عیب کی وجہ سے اس کے واپس کرنے سے مانع نہیں۔ نیز یہ اضافہ یعنی کمائی جو اس سے حاصل ہوئی ہے یہ مشتری کا حق ہے۔

☆عام کی دو قسمیں ہیں۔ا۔ عام مخصوص البعض۔۲۔ عام غیر مخصوص البعض۔ ☆

وہ اضافہ جو مبیع کی اپنی ذات سے پیدا شدہ ہو:

مبیع پر ایسا اضافہ جو اس کی ذات سے پیدا ہوا ہو لیکن اس سے الگ ہو متصل نہ ہو تو اس مبیع کے معیوب ہونے کی صورت میں مشتری کو واپس کرنے کا حق ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں:

ا:۔احناف کا مذہب یہ ہے کہ ایسے اضافے سے مشتری کو واپس کرنے کا حق نہیں اس لئے کہ اگر وہ اضافے سمیت واپس کرے تو یہ بائع کو مفت میں ایک ایسی چیز مل رہی ہے جس کا ضمان اس پر لازم نہیں تھا اور اگر اضافے کے بغیر واپس کرے تو مشتری کو مفت میں ایسی چیز کا نفع مل رہا ہے جو اس کی نہیں ہے اس لئے عیب کی بنیاد پر مبیع میں جو کمی پائی گئی اس کا تاوان بائع پر لاگو کیا جائیگا تا کہ کسی کا بھی کوئی نقصان لازم نہ آئے۔۱۸؎

۲:۔جمہور کا قول یہ ہے کہ یہ اضافہ مبیع کے واپس کرنے میں مانع نہیں بلکہ مشتری اس کے باوجود مبیع واپس کرسکتا ہے البتہ مبیع کے اضافے کے حوالے سے جمہور کا آپس میں اختلاف ہے کہ مبیع پر جو اضافہ ہوا ہے یہ بائع کا حق ہے یا مشتری کا اس بارے میں جو زیادہ راجح بات ہے وہ یہ ہے یہ مشتری کا حق ہے کیونکہ اس دوران وہ اس کا ضامن رہا ہے تو "الخراج بالضمان" کی بناء پر مشتری زیادہ حقدار ہے۔۱۹؎

وہ نقص جس پر مطلع ہونا مبیع کے استعمال کے بغیر ممکن نہ ہو:

مبیع کا تعلق ان کھانے والی اشیاء سے ہو جس کو کھانے کے لئے اس کا توڑنا ضروری ہو مثلاً انڈہ خربوزہ تربوز اور انار وغیرہ ان کو کھانے کی غرض سے توڑ لینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ یہ تو خراب ہے تو اس صورت میں جمہور فقہاء کے نزدیک بائع مشتری کو پورا ثمن واپس کریگا اس لئے کہ مبیع کو دینی یا دنیوی مفاد کے لئے خریدا جاتا ہے اور ایسی خراب چیز کا کوئی بھی فائدہ نہیں اس لئے جس چیز کا کوئی نفع نہ ہو تو اس کی بیع باطل ہوتی ہے۔۲۰؎

البتہ امام مالکؒ کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں جب تک مشتری نے قول یا عرف کے ذریعے پہلے سے مشروط نہ کیا ہو اس کو واپس کرنے کا کوئی حق نہیں اسلئے کہ اس میں بائع کی طرف سے کوئی تجاوز یا دھوکہ نہیں پایا جا رہا جس کی اس کو سزا دی جائے۔۲۱؎

وہ نقص جو مشتری کے غلط استعمال کی بنیاد پر پیدا ہوا ہو:

جب مبیع میں کوئی عیب ہو اس کی بنیاد پر بائع کو واپس کرنے سے پہلے اس میں ایک اور عیب پیدا ہو

☆ **مطلق کیا ہے؟** مطلق وہ ہے جس میں محض ذات کا اعتبار کیا جائے کوئی صفت ملحوظ نہ ہو ☆

جائے تو اب پرانے عیب کی بناء پر مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہے یا نہیں؛ اس بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں:

احناف کا مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں مشتری کو مبیع واپس کرنے کا حق نہیں البتہ اس کو پرانے عیب کا تاوان بائع سے لینے کا حق حاصل ہے۔ ۲۲؎ یہی امام احمدؒ ۲۳؎ کی ایک روایت اور امام شافعیؒ ۲۴؎ کا قول جدید ہے۔

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ مشتری کو اختیار ہے کہ وہ مبیع اپنے پاس رکھ لے اور پرانے عیب کا تاوان بائع سے وصول کرے یا مبیع واپس کرے اور ساتھ میں نئے عیب کا تاوان بھی بائع کو دیدے۔ ۲۵؎ یہی امام احمدؒ اور اسحاقؒ کا ایک قول بھی ہے۔ ۲۶؎

امام شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ مبیع کو بغیر کسی تاوان کے اپنے پاس رکھ لے یا بائع کو نئے عیب کی بنیاد پر بمع تاوان واپس کرلے۔ ۲۷؎

مقالہ نگار کے نزدیک راجح مذہب احناف کا ہے کیونکہ اس میں عاقدین کے لئے زیادہ سہولت ہے کہ وہ دونوں اپنے اپنے عوض پر قناعت کرلے اسلئے کہ دونوں کو مکافات عمل مل چکا ہے۔

تیسرا مانع: مبیع کا مشتری کے قبضے میں ہلاک (ضائع ہوجانا):

کوئی آدمی جب کسی چیز کو خرید لے پھر بعد میں اس کو علم ہوجائے کہ لیکن وہ مبیع اس کے پاس واپس لوٹانے سے پہلے تلف ہوجائے؛ اور یہ ضیاع چاہے حسی ہو جیسے کھانے کی چیز کھائی جائے یا جانور مرجائے یا وہ چیز حکمی طور پر ضائع ہو جیسے کہ مشتری اس کو وقف کرلے یا کسی کو ہبہ کرلے؛ تو اب یہ چیز بائع کو واپس کی جاسکتی ہے یا نہیں؛ اس حوالے فقہاء کے دو قول ہیں؛ جن کی تفصیل یہ ہے:

پہلا قول جمہور فقہاء یعنی احناف، مالکیہ، شوافع کا ہے جو حنابلہ کا بھی مشہور قول ہے؛ اس کے مطابق مبیع ضائع (ختم ہوجانے) کے بعد مشتری کو نہ خیار عیب حاصل ہے اور نہ اس کو مبیع کے واپس کرنے کا کوئی حق ہے۔ ۲۸؎

دوسرا قول امام احمدؒ کی ایک روایت ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ مبیع کا ختم یا ضائع ہوجانا اس کے واپس کرانے سے مانع نہیں۔ ۲۹؎

ان میں جمہور کا قول زیادہ راجح ہے اس لئے کہ ان کی دلیل مضبوط ہے کہ اگر مبیع کی قیمت کو اس کے

قائم مقام بنایا جائے تو ایسی صورت میں اس کی تعیین کے بارے میں عاقدین کے مابین لڑائی کے چانسز بہت زیادہ ہیں اس لئے نہ مشتری کو خیار عیب دیا جاتا ہے اور نہ ہی واپس کرنے کا حق۔

چوتھا مانع: مبیع کے عیب کا مشتری کے پاس ختم ہو جانا:

عقد ہو جانے کے بعد مبیع کا عیب زائل ہونے کی کئی صورتیں ہیں:

۱:۔ کسی چیز کا عقد ہو جانے کے بعد اس میں عیب کا ظہور ہو گیا لیکن وہ عیب مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے بائع ہی کے پاس زائل ہو گیا تو اب مشتری کو واپس کرنے کا کوئی خیار نہیں کیونکہ مبیع کا عیوب سے صحیح وسلامت ہونا ضروری ہوتا ہے جو یہاں پر حاصل ہے اس لئے عقد لازم ہے۔۳۰؎

۲:۔ اگر مبیع کا عیب مشتری کے عقد فسخ کرنے کے بعد زائل ہو گیا ہو تو اب دوبارہ اسی عقد کی بنیاد پر مشتری پر اسی مبیع کے قبول کرنے کے لئے کوئی زبردستی نہیں کی جاسکتی۔ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

لو قضی بفسخ البیع بسبب العیب ثم زال العیب لایعود البیع وان زال المقتضی للفسخ[۳۱]

ترجمہ: اگر قاضی نے مبیع میں عیب کی وجہ سے اس کی فسخ کا فیصلہ کیا پھر اس کے بعد عیب زائل ہو گیا تو اب یہی بیع از خود درست نہیں ہو سکتا اگر چہ فسخ کا مقتضی امر (عیب) ختم ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ دونوں کا مبیع کی واپسی پر متفق ہونا اقالہ کی وجہ سے ہے اب جب دونوں فریق کا عقد کے خاتمے پر اتفاق ہو گیا تو دوبارہ منعقد ہونے کے لئے از سر نو باہمی رضامندی اور اتفاق ضروری ہے۔

۳: مشتری مبیع میں عیب ظاہر ہونے کے بعد فسخ کا مطالبہ کرلے اس کے بعد فسخ پر رضامند ہونے سے پہلے مبیع کا عیب زائل ہو گیا تو اب فسخ کرنے کا حق باقی رہتا ہے یا نہیں اس بارے میں فقہاء کے کئی قول ہیں:

پہلا قول احناف، مالکیہ، حنابلہ کا ہے جو شوافع کی دو روایتوں میں سے اصح روایت ہے اس کے مطابق عیب کے زوال کے بعد مشتری کو مطلقاً واپس کرنے کا کوئی حق نہیں البتہ اس پر احناف اور مالکیہ نے اس شرط کا اضافہ کیا ہے کہ عیب کا کوئی اثر بھی باقی نہ ہو کیونکہ عیب کی اثر کی بقاء بھی عیب ہے۔ لہذا جیسے عیب بذات خود واپس کرانے کا سبب بنتا ہے تو ایسے ہی اس کے اثر کا باقی رہنا بھی اسی چیز کے واپس کرنے کا سبب ہے۔۳۲؎

مالکیہ نے اس پر ایک اور شرط کا اضافہ کیا ہے کہ اس طور پر عیب زائل ہو گیا ہو کہ اس کے دوبارہ لاحق

☆مشترک وہ لفظ ہے جو ایسے ایک یا زیادہ معنوں کے لیے وضع کیا گیا ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں☆

ہونے کے غالب امکانات نہ ہولہذا اگر عیب کے دوبارہ واپس لوٹنے کے امکانات ہوں تو یہ فسخ کرنے سے مانع نہیں۔ ۳۳

دوسرا قول امام شافعیؒ کی ایک روایت ہے جس کو علامہ ابن حزمؒ نے پسند کیا ہے' وہ یہ ہے کہ عیب کے زائل ہونے سے مطلقا مشتری کا خیار ختم نہیں ہوتا' اسلئے کہ مشتری کو عقد کے وقت ہی سے دھوکہ لگا ہے جس کا علم ہوجانے کے بعد اس کو اسی چیز کے واپس کرنے کا حق بدستور باقی رہتا ہے۔ ۳۴

پانچواں مانع: مشتری کو مبیع میں موجود عیب اس کی ملکیت سے نکلنے کے بعد معلوم ہونا:

مشتری کی ملکیت میں کوئی چیز عقد بیع کے نتیجے میں معیوب آ گئی' اس کو اس عیب کا علم بھی ہو گیا لیکن اس نے اس عیب پر اپنا کوئی ردعمل ظاہر کئے بغیر اسی چیز کو آگے کسی اور آدمی کے ہاتھ بیچ دیا یا کسی کو گفٹ کر دیا یا وقف کر دیا' تو اس حوالے سے سب کا اتفاق ہے کہ اب عیب کی بنیاد پر مشتری کو واپس کرنے کا کوئی اختیار نہیں۔

لیکن اگر اسی مبیع کے عیب کا علم اس کو نہیں ہوا تھا کہ اس نے اس کو آگے کسی کے ہاتھ بیچ دیا یا وقف کر دیا تو' یعنی اس کی ملکیت سے نکلنے کے بعد اس کو مبیع میں موجودہ عیب کا علم ہو گیا تو اس بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ مشتری کو اسی مبیع کے واپس کرنے کا حق حاصل نہیں' البتہ عیب کے تاوان کا مطالبہ بائع سے کرسکتا ہے یا نہیں' اس بارے میں فقہاء کے دو قول ہیں:

جمہور فقہاء یعنی' احناف' مالکیہ' شوافع اور امام احمدؒ کی ایک روایت کے مطابق مشتری کو مبیع کی عیب کا تاوان لینے کا کوئی حق حاصل نہیں' مبیع کی واپسی تو اس کے اپنے فعل یعنی بیچنے یا کسی اور تصرف کی وجہ سے منع ہے اس لئے کہ یہ اس کے بذات خود ضائع کرنے کے مشابہ ہے' البتہ اگر یہی مبیع اس کے پاس لوٹ کر واپس آ گیا تو اب یہ پھر پہلے بائع کو لوٹا سکتا ہے' تاوان کا مطالبہ بھی نہیں کرسکتا اس لئے کہ اگر اس نے اسی مبیع بیچا نہ ہوتا تب یہ واپس کرسکتا تھا اور واپس لے سکتا تھا' نیز عیب کی موجودگی کی وجہ سے وہ دھوکے کا شکار ہو گیا تھا جس کا اس کو بدلہ مل گیا ہے کہ دوسری بیع سے اس کی وجہ ایک اور مشتری دھوکے کا شکار ہو گیا ہے' اس لئے اس کو کسی تاوان کے مطالبے کا حق حاصل نہیں۔ ۳۵

حنابلہ کا مشہور قول جس کو ابن سریج شافعی اور ابن حزم ظاہری نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ بائع سے مشتری عیب کے تاوان کا مطالبہ کرسکتا ہے' ان کی دلیل یہ ہے کہ جس کے ساتھ دھوکہ ہوا ہو' وہ اپنے دھوکے کا ازالہ اس کی قیمت کے بقدر کرسکتا ہے۔ ۳۶

☆ جب غالب ماننے کے ساتھ مشترک کے کسی معنی کو ترجیح حاصل ہوجائے تو اس کو مؤول کہتے ہیں۔

خیار غبن

خیار غبن کا شمار خیارات نقیصہ میں ہوتا ہے اس کا لغوی معنی کمی اور نقصان ہے ۳۷۔ جب کہ اصطلاحی معنی حسب ذیل ہے:

غبن کی تعریف کرتے ہوئے علامہ حطابؒ فرماتے ہیں:

الغبن عبارة عن بیع السلعة باکثر مما جرت العادة ان الناس لایتغابنون بمثله اواشتراها کذلك ۳۸

ترجمہ: سامان کو عرف اور عادت سے بہت ہی کم قیمت بیچنا یا بہت ہی کم قیمت پر خریدنا غبن کہلاتا ہے۔

جبکہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں: ''وهو مالا یحتمل غالبا'' ۳۹۔

ترجمہ: غبن فاحش وہ ہے جس کو عموما برداشت نہیں کیا جاتا۔

بیع میں غبن کا حکم:

غبن دو طرح کا ہے ایک کو غبن یسیر کہا جاتا ہے اور دوسرے کو غبن فاحش کہا جاتا ہے جہاں تک غبن یسیر کا تعلق ہے تو اس کو بیوعات میں برداشت کیا جاتا ہے اس لئے کہ اس سے عادۃ بچنا مشکل ہے ۴۰۔ لہذا اس پر تسامح کیا جاتا ہے البتہ غبن فاحش حرام اور ناجائز ہے اس لئے کہ یہ ظلم کے زمرے میں آتا ہے۔

غبن کی مقدار کے بارے میں علماء کے کئی اقوال ہیں:

احناف کا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز میں غبن فاحش وہ ہے جو اسی چیز کی قیمت کے حوالے سے اسی فیلڈ کے ماہرین کی بتائی گئی حدود سے باہر ہو البتہ یہ بات ضروری ہے کہ ان ماہرین کی اپنی کوئی غرض اس میں شامل نہ ہو لہذا اگر کسی نے ایک چیز ۱۰۰ روپے کی خریدی پھر اس کو غبن کا خیال ہوا جس کی وجہ سے اس نے وہ چیز اسی فیلڈ کے ماہرین کو پیش کی کسی نے اس کو اس چیز کی قیمت ۱۱۰ بتائی کسی نے ۹۰ بتائی اور کسی نے ۸۰ بتائی تو اب یہ چیز جو اس بندے کو ۱۰۰ کی ملی ہے یہ غبن فاحش میں داخل نہیں کیونکہ یہ قیمت اسی فیلڈ کے ماہرین کی قیمتوں کے تحت آتی ہے لیکن اگر ماہرین اس کو اسی چیز کی قیمت کوئی ۷۰ بتاتا کوئی ۸۰ بتاتا اور کوئی ۹۰ بتاتا تو اب وہ چیز جو اس کو ۱۰۰ کی ملی تھی یہ غبن فاحش

میں آتا کیونکہ یہ قیمت لگانے والے ماہرین کی بتائے ہوئے قیمتوں کے دائرے سے زیادہ ہے' ان کا استدلال یہ ہے کہ کسی چیز کی قیمت سوچ وبچار کے بعد اندازہ کرنے سے معلوم ہوتی ہے لہذا جو قیمت ماہرین کی قیمتوں کے تحت داخل ہوگی تو وہ غبن یسیر ہے جس سے احتراز ممکن نہیں' اور جو مقدار ماہرین کے بتائے گئے ریٹس سے زیادہ ہوتو اس سے احتراز بھی کیا جاسکتا ہے اور لوگ بھی عمومی حالات میں ارادے کے بغیر اس میں واقع نہیں ہوتے۔ ۴۱

مجلۃ الاحکام العدلیہ میں اس حوالے سے جس بات کو پسند کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ غبن فاحش عروض (سامان) میں اس چیز کی اپنی قیمت سے نصف عشر (بیسویں)' جانوروں میں عشر (دسویں) غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین میں خمس (پانچویں) اور نقود یعنی دراہم ودینار میں ربع عشر (چالیسویں) حصے سے کم یا زیادہ پر بیچنے یا خریدنے کو شامل ہے' ۴۲ مجلہ کے شارح فرماتے ہیں کہ مختلف اشیاء میں غبن کی مقدار میں اختلاف شائد اس وجہ سے ہے کہ جن اموال کا استعمال اکثر وبیشتر کیا جاتا ہے تو ان میں تھوڑے مقدار میں غبن فاحش بتایا گیا' اور جن اموال کا استعمال کم کیا جاتا ہے تو ان میں غبن کو زیادہ مقدار میں واقع ہونے کو بتایا ہے' دوسری بات یہ ہے کہ جس زمانے میں مجلہ لکھا جارہا ہو اس وقت کا عرف مختلف اشیاء میں غبن فاحش کی تعیین اور مقدار کے حوالے سے شائد یہی ہو' نیز زمان اور مکان کے اعتبار سے بھی اختلاف ممکن ہے۔

دوسرا قول جو حنابلہ کا مشہور قول ہے اور ابن رشدؒ کے ہاں مالکیہ کا ظاہر مذہب یہی ہے' اس کے مطابق غبن فاحش وہ ہے جو عادت سے ہٹ کر ہو ۴۳' جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کی قیمت میں ایسی کمی یا زیادتی میں پڑنا جس پر عرف لوگ عموماً واقع نہ ہوتے ہوں یعنی جس پر لوگوں کی عادت جاری نہ ہو' بالفاظ دیگر جس مقدار پر اپنی عادات میں تسامح نہ کرتے ہوں' یہ حضرات اس فقہی قاعدے سے استدلال کرتے ہیں:

"کل مالم یات تقدیرہ من الشرع فالمرجع فیہ الی العرف والعادۃ" ۴۴

ترجمہ: ہر وہ چیز جس کی مقدار شریعت نے مقرر نہ کی ہو اس میں عرف اور عادت کا اعتبار کیا جائیگا۔

تیسرا قول جو مالکیہ اور حنابلہ کا ایک ایک قول ہے وہ یہ ہے کہ غبن کثیر وہ ہے جو ثلث کے برابر ہو ۴۵' ان کا استدلال اس حدیث سے ہے جس میں آپ ﷺ نے وصیت کی مقدار بتاتے ہوئے فرمایا ہے: الثلث' والثلث کثیر ۴۶ ترجمہ: تیسرا حصہ' اور یہ بھی زیادہ ہے۔

چوتھا قول بھی مالکیہ کی ایک روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ غبن فاحش یہ ہے جو ثلث سے زیادہ

ہو ۴۴ ان کااستدلال بھی اسی وصیت والی حدیث سے ہے لیکن استدلال یوں کیا ہے کہ آپ ﷺ نے تیسرے حصے تک کی وصیت کوجائزقرار دیا ہے اس سے زیادہ کومنع فرمایا ہے۔لہذا ثلث تک غبن درست' جب کہ اس سے زیادہ ناجائز ہے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ غبن فاحش وہ ہے جس میں کسی چیز کی قیمت اس کے ربع سے کم یازیادہ لی جائے یاادا کی جائے۔

چھٹاقول یہ ہے کہ غبن فاحش وہ ہے جوسدس یعنی چھٹے حصے قیمت سے زیادہ ہوُاس کوصاحب انصاف نے ذکرکیاہے۔۴۷

مقالہ نگار کے نزدیک احناف کاقول راجح ہے اس لئے کہ اگرکسی چیز کی قیمت کے بارے میں عرف کوبھی دیکھنا ہوتواس میں بھی کسی عام آدمی یاعوام کی عادت اوررائے کونہیں دیکھاجاتا بلکہ اسی متعلقہ فیلڈ کے ماہر کی بات کودیکھاجاتا ہے'لہذا ان کاقول عرف والی بات کوبھی متضمن ہے جوفقہی قاعدے کے تحت آتاہے'نیز زمینی حقائق کے ساتھ بھی موافق ہے اس لئے کہ اگرکہیں پردوفریق کے درمیان کسی بات جھگڑاہوتووہاں بھی اسی متعلقہ فیلڈ کیے ماہرین کی بات کوتسلیم کیاجاتاہے۔(جاری ہے)

حواشی

۱۔ردالمحتار علی الدرالمختار'ج۵'ص ۲۲

۲۔الجوھرۃ النیرۃ'ج۱'ص ۲۰۰۔/المھذب فی فقہ الامام الشافعی'ج۱'ص ۲۷۷۔

۳۔المدونۃ'ج۴ص ۳۴۹۔/ابن تیمیۃ'تقی الدین 'ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم 'الحنبلی (م:۷۲۸ھ)'الفتاوی الکبری'ج۵'ص ۳۸۹'دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۸ھ

۴۔الرحیبانی 'مصطفی بن سعد بن عبدہ'الحنبلی (م:۱۲۴۳ھ)'مطالب اولی النھی فی شرح غایۃ المنتھی 'ج۳'ص ۸۰'المکتب الاسلامی ۱۵ ۱۴ھ ۱۵ ۱۴ھ

۵۔السرخسی 'محمد بن احمد بن ابی سھل'شمس الائمۃ (م ۴۸۳ھ)المبسوط 'ج ۱۳'ص ۹۱'دارالمعرفۃ'بیروت ۱۴۱۴ھ۔/میارۃ 'ابوعبداللہ 'محمد بن احمد بن محمد الفاسی'(م:۱۰۷۲ھ)'الاتقان والاحکام فی شرح تحفۃ الحکام المعروف بشرح میارۃ 'ج۱'ص ۳۰۹'دارالمعرفۃ بیروت س ن/المھذب فی فقہ الامام الشافعی 'ج۲'ص ۴۹ /المبدع فی شرح المقنع'ج۴'ص ۹۷۔

۶۔حاشیۃ الدسوقی علی شرح الکبیر'ج۳'ص ۱۱۹۔

☆مجاز،حقیقت نہیں، حقیقت کانائب ہے ☆

۷۔الام' ج ۶ 'ص ۲۱۰۔
۸۔المبدع فی شرح المقنع' ج ۴ 'ص ۶۰
۹۔ردالمحتار علی الدر المختار' ج ۵ 'ص ۳۴۔
۱۰۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' ج ۵ ص ۲۸۲ / حاشیۃ الدسوقی علی شرح الکبیر' ج ۳ 'ص ۱۲۰۔/شرح مختصر خلیل للخرشی' ج ۵ 'ص ۱۳۹۔المغنی لابن قدامۃ' ج ۴ 'ص ۱۰۹۔
۱۱۔الفتاوی الھندیۃ' ج ۳ 'ص ۷۵
۱۲۔المحلی بالاثار' مسئلۃ :۱۵۸۶
۱۳۔الفتاوی الھندیۃ' ج ۳ 'ص ۸۵
۱۴۔فتح القدیر (شرح الھدایۃ)' ج ۶ 'ص ۳۶۸
۱۵۔حاشیۃ الدسوقی علی شرح الکبیر' ج ۳ 'ص ۱۲۷۔
۱۶۔مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج' ج ۲ ص ۶۱۔ ۶۲۔
۱۷۔السمر قندی' محمد بن احمد بن ابی احمد' علاء الدین (م ۴۰ ھ)' تحفۃ الفقھاء' ج ۲ 'ص ۱۰۰ ' دارالکتب العلمیۃ 'بیروت ۱۴۱۴ھ۔
اجماع: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی زمانہ میں کسی واقعہ پر امت کے مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے۔(مولانا خالد سیف اللہ رحمانی' قاموس الفقہ' زمزم پبلشر' ج ا ص ۵۲۸۔)
۱۸۔السرخسی' المبسوط' ج ۱۳ 'ص ۱۰۴۔
۱۹۔المقدمات الممھدات' ج ا 'ص ۱۰۳۔
۲۰۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' ج ۵ ص ۲۸۴ / المجموع شرح المھذب' ج ۱۲ 'ص ۲۴۹۔/کشاف القناع عن متن الاقناع' ج ۳ 'ص ۲۲۴۔
۲۱۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل' ج ۴ 'ص ۴۳۴۔
۲۲۔بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع' ج ۵ ص ۲۸۴۔
۲۳۔الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف' ج ۴ 'ص ۴۱۵۔
۲۴۔الحاوی الکبیر' ج ۵ 'ص ۲۵۷۔
۲۵۔الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن ابی زید القیروانی' ج ۲ 'ص ۸۲۔
۲۶۔الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف' ج ۴ 'ص ۴۱۶۔/ المغنی لابن قدامۃ' ج ۴ 'ص ۱۱۱۔
۲۷۔الحاوی الکبیر' ج ۵ 'ص ۲۵۷۔

☆ صاحبین کے نزدیک مجاز اسی وقت حقیقت کا نائب بنے گا جب حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو ☆

۲۸۔البحرالرائق شرح کنزالدقائق ،ج۶،ص۵۸۔/الذخیرة للقرافی ،ج۵،ص۹۸،دارالغرب الاسلامی ،بیروت ۱۹۹۴م۔/مغنی المحتاج الی معرفة معانی الفاظ المنھاج ،ج۲ص۵۴۔/المبدع فی شرح المقنع ،ج۴،ص۶۰۔
۲۹۔المغنی لابن قدامۃ،ج۴،ص۱۱۹۔
۳۰۔المبسوط،ج۱۳،ص۱۶۶۔
۳۱۔البحرالرائق شرح کنزالدقائق،ج۸،ص۴۹۴۔
۳۲۔المبسوط،ج۱۳،ص۱۱۳۔/حاشیۃ الدسوقی علی شرح الکبیر،ج۳،ص۱۲۰۔/کشاف القناع عن متن الاقناع ،ج۳،ص۲۱۵
۳۳۔التاج والاکلیل لمختصر خلیل،ج۶ص۳۵۴۔
۳۴۔المھذب فی فقۃ الامام الشافعی،ج۱،ص۲۸۴ /المحلی بالاثار،مسئلۃ :۱۵۷۸۔
۳۵۔البحرالرائق شرح کنزالدقائق ،ج۶،ص۵۴۔/مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل،ج۴،ص۴۴۵ /المھذب فی فقۃ الامام الشافعی،ج۱،ص۲۲۴ /المغنی لابن قدامۃ،ج۴،ص۱۱۹۔
۳۶۔کشاف القناع عن متن الاقناع،ج۳،ص۲۱۵ /روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتیین ،ج۳،ص۴۷۵ /المحلی بالاثار،مسئلۃ :۱۵۷۳۔
۳۷۔المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر،مادۃ:غبن،ج۲ص۴۴۲۔
۳۸۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل،ج۴ص۴۶۸۔۴۶۹۔
۳۹۔تحفۃ المحتاج فی شرح المنھاج،ج۵ص۳۱۶
۴۰۔المجموع شرح المھذب،ج۹ص۲۵۸
۴۱۔البحرالرائق شرح کنزالدقائق،ج۷ص۱۶۹۔
۴۲۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ،مادہ ۱۶۵ص۳۴۔
۴۳۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل،ج۴ص۴۷۲۔
۴۴۔المجموع شرح المھذب،ج۹ص۲۵۸۔
۴۵۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل،ج۴ص۴۷۲۔
۴۶۔صحیح البخاری،ج۷ص۶۲،حدیث نمبر:۵۳۵۴۔
۴۷۔مواھب الجلیل فی شرح مختصر خلیل،ج۴ص۴۷۲۔

☆امام صاحب کے نزدیک اگر حقیقت پر عمل ناممکن بھی ہوتب بھی مجاز اس کا نائب بنے گا ☆